بنائے ہوئے ضابطوں کی پابندی شروع کی، اسی وقت سے معاشرے کے چالاک اور عیار لوگ اپنے آپ کو خدائی کے مقام پر فائز کرنے کے لیے مختلف تدابیر استعمال کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ اس کے لیے سب سے ضروری بات یہ تھی کہ معاشرے کی پوری قوت اُن کے ہاتھ میں سمٹ آئے، کیونکہ اس قوت پر قبضہ کیے بغیر وہ انسانوں پر اپنی کبریائی پوری طرح قائم نہ کر سکتے تھے۔ اس بنا پر انہوں نے سب سے پہلے ایک غیر متوازن نظام معیشت قائم کر کے دولت کو چند ہاتھوں میں مرتکز کر دیا۔ اس ارتکاز کے بعد جب معاشرے کی پوری قوت ان چند نفوس کے پاس منتقل ہو گئی تو انہوں نے عوام کو اپنا مرتب کیا ہوا نظام زندگی عطا کیا اور پھر ان سے ہر جائز و ناجائز دباؤ کے ذریعہ پابندی کروائی اور انہیں اس پابندی کا خوگر بھی بنایا۔ یہ انسان پر انسان کی خدائی کی ابتدائی منزل تھی۔ مگر عوام پر جب عرصۂ حیات مزید تنگ ہونے لگا اور ان کے دل و دماغ میں "نمرود کی اس خدائی" کے خلاف جذبات مشتعل ہونے لگے اور اس نے اپنے انسانی حقوق کی بحالی کا مطالبہ شروع کیا تو ان چالاک لوگوں نے اپنی خدائی کو اور زیادہ مضبوط کرنے کے لیے یہ چال چلی کہ اُس کی انفرادیت کے بقا کے لیے جو واحد سہارا اس کے پاس باقی رہ گیا تھا، یعنی حق ملکیت، اُس پر بھی قبضہ قائم کر لیا۔ انسانیت کے جوہر سے تو پہلے قدم پر ہی محروم ہو چکا تھا۔ لے دے کر اس کی انفرادیت کسی حد تک قائم تھی جس کی وجہ سے وہ ان جھوٹے خداؤں سے اپنے آپ کو الگ محسوس کر کے ان کے ناجائز دباؤ، ان کے بے جا مطالبات اور ان کی ستمرانیوں کے خلاف کبھی کبھی لب کشائی کر لیا کرتا تھا۔ مگر اب انفرادیت کے بچے کھچے آثار اجتماعیت کے سمندر میں غرق کر دیئے گئے ہیں اور اس کی عنان اُس گروہ نے تھام لی ہے جو انسان کو خدا کی بندگی سے نکال کر پوری طرح اپنی بندگی میں لے لینا چاہتا ہے۔ قومیت، وطنیت، اجتماعیت، اشتراکیت سب اسی غلامی کی مختلف شکلیں ہیں جس نے انسانی زندگی کو مستقل عذاب بنا رکھا ہے۔

تصحیح

تفہیم القرآن جلد دوم میں حسب ذیل دو مقامات کی تصحیح کر لی جائے۔

	غلط	صحیح
صفحہ ۲۸۴ سطر ۱	يَهْدِى	يَهِدِّي
صفحہ ۲۸۵ سطر ۶	جو رہنمائی نہیں کر سکتا	جو خود راہ نہیں پاتا